رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

ظلمتیں کافور ہوجائینگی الدن دیکھنا (عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا) میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار میں ہوں

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط وکتابت منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ غیر ممالک سے سات روپے (عـہ)

چندہ مقامی خریداران سے سالانہ چار روپے

خدا تعالیٰ نے انبیاء کے ثابت کرنے کیلئے کہ وہ اسکی طرف سے ہوں۔ اسقدر نشان دکھلائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں۔ تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے...... لیکن پھر بھی...... لوگ نہیں...... مانتے (چشمہ معرفت ص۳۱)

الفضل

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقة الوحی ص۶۵)

جلد ۲ | مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۵ء مطابق ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۹۷

مدینة المسیح

خاندان رسالت میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیر وعافیت ہے

اس اخبار کے ساتھ ایک دو ورقہ ضمیمہ شائع کیا جاتا ہے۔ دفتر ترقی اسلام کی طرف سے اکثر احباب کی خدمت میں اسکی کئی کاپیاں بھیجی گئی ہیں۔ کوشش کرکے تقسیم کردیں

سیلکٹین کی اعلیٰ کلاس کا دوسرا لیکچر بروز اتوار مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء کو جناب سید محمد اسحٰق صاحب ملائک کے متعلق دینگے۔ احباب اسمیں شامل ہونیکی کوشش کریں ٭

حضرت خلیفة المسیح ثانی کا خود نوشتہ رسالہ بجواب لیکچر سلسلہ احمدیہ کے اندرونی اختلافات کے باعث کا عنقریب چھپ کر شائع ہو جائیگا۔ انتظار کرنے والے احباب مطمئن رہیں کہ جلد ہی ان کی خواہش کو پورا کیا جائیگا ٭

تازہ خبریں

مصر میں آسٹریلیا کی سپاہ۔ لنڈن ۲۳ جنوری۔ مصر میں آسٹریلیا کے فوجی دستہ کی حالت اور صحت عمدہ ہے۔ اور اس دستہ کے آدمی رزمگاہ یورپ میں شریک ہونے کے نہایت خواہشمند ہیں۔

ترکی فوج میں بغاوت۔ لنڈن ۲۴ جنوری۔ اوڈیسہ (روس) میں خبر پہنچی ہے۔ کہ ترکی فوج کے مختلف حصوں میں بغاوت ہوگئی ہے۔ انور پاشا نے ۱۷ افسروں کو گولی سے اڑوادیا ٭

روسی سپاہ کی سرگرمی۔ لنڈن ۲۵ جنوری۔ روسیوں نے چورسان (خراسان) کے نواح میں ترکوں کے گیارہویں جیش کے تیسویں اور چونتیسویں ڈویژنوں کو شکست دیدی ہے۔ اور انکی تمام کوہستانی توپیں گرفتار کرلی ہیں ٭

جرمنوں کے پرزور حملے۔ پیرس ۲۴ جنوری۔ ارگون کے علاقہ میں بمقام فانٹین میڈم وسینٹ ہمیر برٹ تمام رات لڑائی جاری رہی۔ اور غنیم کے تمام حملے پسپا کئے گئے ٭

ڈنکرک پر ہوائی تاخت۔ لنڈن ۲۳ جنوری۔ جرمنی ہوائی جہازوں نے گردونواح کے دیہات پر آٹھ بم گرائے جن سے سات آدمی ہلاک اور ۱۲ مجروح ہوگئے۔ اس کے علاوہ ایک گودام کو بھی جس میں مال بھرا ہوا تھا۔ آگ لگ گئی۔ برطانوی اور فرانسیسی ہوابازوں نے انکا تعاقب کیا اور ایک ہوائی جہاز کو نیچے اتار لیا جس کے دو ہوا باز گرفتار کرلئے گئے۔

روسی سپاہ کی پیشقدمی۔ روسیوں نے میلے دیچوا کے شمال میں مزید ترقی کی ہے۔ اور تبریز کے جرمنی قلعہ کی طرف پیشقدمی کررہے ہیں۔ روسیوں نے مقام سکیز پر جو دریائے سکرینا سے دس میل مغرب کی طرف واقع ہے۔ قبضہ کرلیا ہے۔ اور اب وہ تبریز سے صرف ۴۳ میل کے فاصلہ پر ہیں ٭

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا)

جنگ یورپ

لنڈن میں ایمڈن کا کپتان۔ کپتان وان مولر جو جرمن کروزر ایمڈن کا کپتان تھا۔ اور جسے سڈنی نے اس کو گرفتار کیا تھا۔ حال ہی میں انگلستان پہونچا ہے وہ آجکل نہایت محفوظ جگہ نظر بند کیا گیا ہے۔

کولیوے سے پورٹ سعید تک ایک عثمانی کروزر میں لایا گیا جو آجکل بحری حکام کے ماتحت ہے۔ کپتان وان مولر نہایت آرام و اطمینان کیساتھ بندرگاہ ٹلبری پر اتارا گیا۔ اور برطانی پبلک کو اطلاع دیئے بغیر مقام مقصود پر پہنچایا گیا

قیصر جرمنی کا ایڈیکانگ:۔ حبل المتین اپنی ۲۰ جنوری کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ ترکی پاشا جرمن جو کیوں کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ کیونکہ قیصر جرمنی نے ان کو اپنا باوردا ایڈیکانگ مقرر کیا ہے۔

فرانس میں جنگ کی موجودہ حالت:۔ لنڈن ۲۲ جنوری۔ بیری اور بیک ہیں ڈجوریز کے قریب (واقع ہے) جرمنوں کے فرانسیسی پیشقدمی کی روک تھام نہ کر سکنے سے پایا جاتا ہے کہ فرانسیسی سپاہ شہر ریمز کے باہر جرمن موریوں کو گھیرے میں لیکر شہر کو محفوظ کرنے کی کوشش میں بدستور مصروف ہے۔ فرانسیسی سپاہ بلند زمین پر مورچہ زن ہے۔

اٹلی کے نائب قونصل کی گرفتاری:۔ اٹلی نے اپنے سفیر مقیم لیج (بلجیم) کی گرفتاری کے متعلق جرمنی سے جواب طلب کیا ہے۔ جسے اس بنا پر گرفتار کیا گیا تھا۔ اس نے ڈاک کے ذریعہ کوئی ایسی چیز منگوائی ہے جسکا منگانا قانوناً ممنوع تھا۔

بحر شمالی میں بحری جنگ۔ برطانیہ کے ایک گشت لگانے والے دستہ نے جرمنوں کے چار جنگی کروزروں کو ساحل انگلستان کی طرف جاتے ہوئے دیکھے۔ کل علی الصبح مصروف پیکار کیا۔ جرمن جہاز بلوچر غرق کر دیا گیا۔ اور دو اور جہازوں کو سخت نقصان پہنچا۔ انگریزوں کا کوئی جہاز ضائع نہیں ہوا۔ جانوں کا بھی بہت کم نقصان ہوا ہے۔

یعنی کی تازہ اطلاعوں سے پایا جاتا ہے کہ جب جرمن جہاز بھاگ نکلے تو ان کا فوراً تعاقب کیا گیا اور ۹½ بجے کے قریب برطانیہ کے پانچ جنگی کروزروں۔ لائن۔ ٹائگر۔ پرنسس رائل۔ نیوزیلینڈ۔ اور انڈامیٹیبل اور چار جرمن کروزر۔ ڈرفلنجر۔ سیڈلٹز۔ مولٹکے اور بلوچر۔ باہم مصروف پیکار ہوئے۔ اور خوب لڑائی ہوتی رہی۔ جسکے آخیر میں جرمن کروزر بھاگ نکلے۔ ایک بجے کے بعد جرمن کروزر بلوچر جو اس سے قبل آہنی لائن سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ الٹ کر غرق ہو گیا۔ امیر البحر بیٹی کی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ جرمن کے دو اور جنگی کروزروں کو بھی سخت نقصان پہنچا۔ مگر وہ اس قابل تھے کہ بھاگ کر اس رقبہ کے اندر پہونچ گئے جہاں جرمن آبدوز کشتیوں اور بحری سرنگوں کے اندیشہ کی وجہ سے ہم ان کا تعاقب جاری نہ رکھ سکے۔

ڈبلوچر۔ ۱۵۵۵۰ ٹن کا مسلح کروزر تھا اور اسکی ۱۲-۸ انچی اور ۸ پونے چھ انچی توپیں چڑھائی ہوئی تھیں اسکی رفتار ۲۵ ناٹ (بحری میل) تھی اور سنہ ۱۹۰۹ء میں بنکر تیار ہوا تھا۔ اس کے عملہ کی تعداد ۸۸۸ تھی۔ لائن جو سب سے آگے تھا۔ اس کے ۱۱ آدمی زخمی ہوئے۔ بلوچر کے ۸۸۵ آدمیوں میں سے ۱۲۳ بچا لئے گئے۔ غالباً اور پسماندے بھی بچائے گئے ہیں۔ کسی تباہ کن کشتی یا ہلکے کروزر کی طرف سے ہنوز معرکہ کے متعلق رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔

فرانچ کمانڈر انچیف نے سرکاری بیان شایع کر کے جرمن ہیڈ کوارٹر کو الزام دیا ہے کہ اس نے فرانسیسی نقصانات کے متعلق غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ جرمنوں نے جو تعداد مشتہر کی ہے ہمارا اس سے نصف سے بھی کم نقصان ہوا ہے اور میدان جنگ میں جرمنوں کے جو مردے پائے گئے ہیں ان کی بنا پر فرانسیسیوں کا بیان ہے کہ گذشتہ دو ماہ کے معرکوں میں جرمنوں کا مجموعی نقصان ہم سے زیادہ ہوا ہے

قسطنطنیہ:۔ عثمانی بنک قسطنطنیہ کے فرنچ و برطانوی منیجر اور ملازم مندروادی عارج میں پہنچ گئے ہیں۔ ترکی حکومت نے بنک کے متعلق کوئی ناجائز کارروائی نہ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

غوطہ خور کشتیوں کے خوف سے قسطنطنیہ کی بندرگاہ میں تارپیڈو اور موٹر کشتیاں ہر وقت پہرہ دیتی رہتی ہیں

آسٹریا کا ولیعہد جرمنی گیا۔ بعض کہتے ہیں جرمنی سے یہ اجازت لینے کے لئے گیا کہ آسٹریا کو بطور خود صلح کر لینے دیجائے۔ مگر وہ خود جرمنی کا بڑا طرفدار ہے۔ لہذا غالباً اس لئے گیا ہے کہ جرمنی اب سے زیادہ آسٹریا کی مدد کرے۔ کیونکہ ملک میں صلح کی خواہش روبہ ترقی ہے۔

برطانوی نقصان:۔ لنڈن ۲۴ جنوری ہلاک ایک میجر۔ ایک کپتان۔ ایک لفٹنٹ۔ ایک سیکنڈ لفٹنٹ۔ فوت۔ ایک لفٹنٹ۔

یپرس اور ویلز میں توپی لڑائی ہوئی آخر جرمنوں کو ایک خندق خالی کرنی پڑی۔

ہندوستان کی خبریں

لاہور گورنمنٹ کالج: حضور وزیر ہند نے مسٹر آر۔ ای۔ جی۔ رچارج بی۔ اے (آکسن) کو گورنمنٹ کالج لاہور کا انگریزی پروفیسر مقرر کیا ہے

ذیابیطس کی تحقیقات:۔ انڈین ریسرچ فنڈ کی منتظمہ کمیٹی نے مرض ذیابیطس کے اسباب اور اسکے علاج کی تحقیقات کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ سنا جاتا ہے کہ میجر میکے آئی۔ ایم۔ ایس پروفیسر فزیالوجی میڈیکل کالج کلکتہ تحقیقات کا کام شروع کرینگے۔ گورنمنٹ مدراس بھی مرض مذکور کے متعلق عملی کارروائی کرنا چاہتی ہے راجہ پتاپورم نے اس مرض کیلئے مدراس گورنمنٹ کو پچاس ہزار روپیہ کی رقم کا عطیہ دے رکھا ہے۔

راجہ کوچین کی گدی نشینی:۔ کوچین کے نئے راجہ کی گدی نشینی کی رسم گذشتہ جمعرات کو عمل میں آئی۔

پیپلز بنک کے لیکویڈیٹروں نے ۳۰ ستمبر ۱۹۱۴ء تک ایک سال کا حساب عدالت میں داخل کر دیا ہے۔ اس عرصہ میں ۲ لاکھ تین ہزار روپیہ وصول ہوا۔ دو لاکھ ۶۳ ہزار روپیہ مصارف دفتر و انتظام پولیس اور فیس لیکویڈیٹران وغیرہ پر خرچ ہوا

حضور وائسرائے ۲۵ کو بمبئی سے روانہ ہوئے گورنر صاحب بمبئی و دیگر افسروں کے علاوہ حضور نظام بھی مع رزیڈنٹ مشایعت کیلئے موجود تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۸- جنوری ۱۹۱۵ء

مُسلمانوں کی دل آزاری ایک آریہ سیوک کیطرف سے

امرت ۲۲ جنوری میں جو ضد درجہ کی مسلم آزاری ایک مضمون کے ذریعہ کیگئی ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہز آنر سر میکال اڈواٹر بالقابہ لفٹننٹ گورنر کی بیدار مغز گورنمنٹ اس کو اس نازک وقت میں ناپسند فرمائیگی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس پر کچھ نوٹس لے کر بات کو بڑھانا نہیں چاہتے۔ صرف اِتنا لکھ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو اعتراضات امرت کے مہذب و امن پسند ایڈیٹر نے کئے ہیں وہ اس سے اچھے پیرائے میں کئے جا سکتے تھے۔ لیکن جو صورت اختیار کی گئی ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ محض مُسلمانوں کی دل آزاری اور ان کو گالیاں دینا اور ان کے جذبات کو برانگیخت کرنا مقصود ہے منفصلہ ذیل فقرے ملاحظہ ہوں:۔

فقرہ نمبر اوّل:۔ "قرآن میں خدا کی جو تصویر پیش کی گئی ہے وہ نہایت ہی بھونڈی اور بدنما ہے۔ کوئی بُرائی نہیں جو خدا کے ساتھ منسوب نہ کیگئی ہو۔ کوئی نہیں جس کا ذمہ دار خدا کو نہ ٹھہرایا گیا ہو۔ کوئی گناہ نہیں جس کا تعلق خدا کے ساتھ پیدا نہ کیا گیا ہو۔ قرآن کے مطالبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگ بُرائی کرتے ہیں تو خدا کے اشارہ پر۔ اگر جھوٹ بولتے ہیں تو خدا کی مرضی سے۔ اگر پاپ کرتے ہیں تو خدا کے حکم سے اور اگر گناہ کرتے ہیں تو خدا کے فرمان سے۔ غرضیکہ دنیا میں آج کل جو کچھ بُرا کام ہو رہا ہے۔ قرآن نے اس تمام کو خدا کے ساتھ منسوب کیا ہے۔

فقرہ نمبر دوم۔ ہم مان لیتے ہیں کہ قرآن کی بعض کیا بلکہ بہت سی آیتوں نے اس کے مصنف حضرت محمدؐ کی مشکلات کا خاتمہ کر دیا ہو۔ اور انہیں کئی بار اپنے ہجولیوں کی نظروں میں شرمندہ ہونے سے بچایا ہو۔

فقرہ نمبر سوم۔ دنیا میں جس قدر بھی گمراہ اور منحرف لوگ ہیں جو خدا کو نہیں مانتے وہ سب کے سب قرآن کے خدا کی ہی کرتوت ہے۔

فقرہ نمبر چہارم۔ دیکھئے کس طرح خدا کے منہ سے قرآن کا مصنف کہلوا رہا ہے کہ قرآن دنیا کے بہت سے لوگوں کو زیادہ شرارت اور کفر کرنے پر آمادہ کریگا۔

فقرہ نمبر پنجم۔ کیا وہ کتاب اس قابل ہے کہ ہم اس کی کچھ بھی عزت کریں۔ ہماری رائے میں اس قسم کی کتاب ردّی سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھتی۔

فقرہ نمبر ششم۔ کیا ضرورت ہے کہ قرآن کے ان فضول اور واہیات الفاظ پر کچھ زیادہ حاشیہ چڑھایا جاوے۔

مُسلمانوں کے جان و مال سے پیارے خدا اور اس کی بھیجی ہوئی کتاب کے لئے یہ نامرغوب الفاظ کہاں تک روا تھے۔ اس کا انصاف میں معزز نیک دل آریہ اصحاب پر ہی چھوڑتا ہوں۔ باقی رہیں وہ آیات جن کی بنا پر یہ لکھا گیا ہے۔ سو ان پر غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ معترض کی کم فہمی ہے ورنہ بات صاف ہے۔ قرآن مجید نے جو خدا دنیا کے سامنے پیش کیا ہے بلکہ یُوں کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو اپنی صفات بیان فرمائے ہیں وہ ایسے ہیں کہ دنیا کے کسی مذہب نے اس سے اعلےٰ صفات نہیں بتائے۔ اسلام تو اپنے خدا کو ہر بُرائی ہر نقص سے منزہ اور جامع جمیع صفات کاملہ بیان کرتا ہے۔ اس کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ہر بُرائی ہر گناہ کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ایک ظلم عظیم ہے۔ دیکھو اس میں لکھا ہے۔ ان اللہ لا یامر بالفحشآء۔ اللہ تعالیٰ کبھی بُرائی کا حکم نہیں دیتا۔ اب یہ کہنا کہ اگر پاپ کرتے ہیں تو خدا کے حکم سے۔ اگر گناہ کرتے ہیں تو خدا کے فرمان سے کتنی بڑی جرأت ہے۔

اب میں وہ آیات لیتا ہوں۔ جن پر امرت نے اعتراض کیا ہے اور یہ نامناسب فقرے لکھے ہیں جو اُوپر ذکر ہوئے۔

۱- سورۃ مائدہ آیت - (یہ حوالہ غلط ہے) بلکہ سورۃ النحل رکوع ۱۳ میں یہ آیت ہے کہ ولو شاء اللہ لجعلکم اُمّۃ واحدۃ ولکن یضل من یشاء ویھدی من یشاء ولتسئلن عما کنتم تعملون۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک راہ پر کر دیتا ہے۔ لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔ اور تم اپنے اعمال سے باز پرس کئے جاؤ گے۔ آخری ارشاد کہ تم سے باز پرس اعمال ہوگی۔ اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی مقدرت میں یہ بات رکھی ہے کہ خواہ وہ نیک اعمال کرے خواہ بُرے اعمال کرے۔ اللہ تعالیٰ تو نیکی ہی کو پسند کرتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنے کلام میں فرمایا۔ مگر وہ کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ اگر مجبور کرتا تو پھر ہدایت پر کرتا۔ لیکن اس نے مجبور نہیں کیا۔ اب رہی یہ بات کہ اس کے کیا معنے جسے چاہے گمراہ کرتا ہے جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ سو واضح ہو کہ دوسرے مقام پر ایک اصل بتا دیا ہے کہ ما یضل بہ الا الفاسقین نہیں گمراہ کرتا مگر نافرمانوں کو۔ اور یھدی الیہ من اناب۔ ہدایت دیتا ہے جو اس کیطرف جھکے۔ یہی قاعدہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ سرتابی کروگے تو گمراہی کا فتوےٰ ضرور لگیگا۔ پھر من یشاء کے یہ معنے بھی کئے گئے ہیں کہ گمراہ کرتا ہے اُسے جو گمراہی چاہے۔ اسطرح پر بھی بات صاف ہو جاتی ہے۔

۲- سُورۃ ہود آیت ۱۱۷ - ولو شاء ربک لجعل النّاس اُمّۃ واحدۃ۔ اگر اللہ چاہتا تو سب ایک راہ پر کر دیتا۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ خدا نے ہی لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ بلکہ اس میں تو یہ سمجھایا کہ انسان کو ہم نے ہدایت پر مجبور نہیں کیا۔ جیسا کہ گمراہی پر بھی مجبور نہیں کیا۔ اگر خدا کے مجبور کرنے سے لوگ نیکی یا بدی کریں۔ تو پھر ثواب و عقاب کیسا ہو۔ خدا تعالیٰ قدوس ہے وہ تو پاکیزگی ہی کو پسند کرتا ہے اسی لئے اس نے اپنے رسل و انبیاء بھیجے تاکہ سب دین واحد پر مجتمع ہوں۔ اور سب نیکی و تقوٰی اختیار کریں۔

۳- ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا۔ (المائدہ ع ۱۳) اس آیت کے یہ معنے نہیں جو معترض نے بتلائے ہیں۔ کہ قرآن دنیا کے بہت سے لوگوں کو شرارت اور کفر پر آمادہ کرے گا۔

کیونکہ منھم میں ھم کا مرجع وہ لوگ ہیں۔ جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔ یسارعون فی الاثم والعدوان واکلھم السحت (گناہ اور سرکشی میں اور حرام خوری میں بڑھ بڑھ کر قدم مارتے ہیں) اور جب انہیں خدا کے نام پر کچھ خیرات دینے کو کہا جائے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ ید اللہ مغلولۃ۔ (خدا کے خزانہ میں کمی آگئی) سو اس قسم کے شریروں کو جب خدا کا کلام سنایا جائے۔ تو وہ کب مانتے ہیں۔ وہ تو اور بھی سرکشی اور کفر میں بڑھیں گے۔ خود اس آیت میں لیزیدن ظاہر کر رہا ہے

کرطغیان وکفران میں ہے۔ اور ان کے انکار کی وجہ سے وہ مرض اور بڑھے گا۔ اگر کوئی مریض طبیب کے مشورہ پر عمل نہ کرے گا۔ تو اس کا مرض ضرور بڑھے گا۔ یہ قانون قدرت ہے۔ اسی طرح دشمنی اور بغض۔ خدا تعالیٰ کے احکام پر نہ چلنے کا نتیجہ اور واقعات سے ثابت ہے۔ اس پر اعتراض کیا۔ قرآن مجید کے حق میں تو ھدی للناس اور شفاء لما فی الصدور اور ننزل من القرآن ما ھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین آیا ہے۔

۴۔ ختم اللہ علی قلوبہم کا ترجمہ ہے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ یہ صحیح ہے۔ مگر سوال یہ ہے کیوں لگا دی؟ سو پہلے فرمایا۔ ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم۔ جن لوگوں نے صداقت سے انکار کیا۔ اور پھر ان کے خیال میں تیرا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے۔ یعنی وہ ان ہدایتوں کو بے سود سمجھتے ہیں۔ اور ان پر چلنا نہیں چاہتے۔ تو اب اس کا نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا۔ کہ دلوں پر مہر لگ جائے۔ اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے اپنے گھر کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کرلے۔ تو ضرور ہے۔ کہ وہ اندھیرے میں ہو جائے۔ اس میں اس پر ظلم نہیں۔ بلکہ جو کچھ اس نے چاہا۔ وہ ہو گیا۔ یہ مہر ایسی نہیں۔ کہ ٹوٹے نہیں۔ جب وہ حق بات سننے کے لئے تیار ہوگا۔ وہ مہر کھل جائیگی

۵۔ انما نملی لہم لیزدادوا اثما۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ گناہ کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہم تو انہیں مہلت دیتے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ وہ گناہوں میں بڑھ رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اپنے اعمال میں اصلاح کرتے۔ گناہ میں بڑھ رہے ہیں۔

غرض یہ ایسے سوالات یا اعتراضات نہیں۔ جو پہلے نہ کئے گئے ہوں۔ یا ان کے مفصل و مدلل جواب نہ دیئے جا چکے ہوں ہم نے سرسری طور پر ان کا جواب دیدیا ہے۔ اصل مقصد ہمارا امرتسر کو یہ نصیحت ہے۔ کہ وہ ایسے مضامین شائع کرنے سے پرہیز کرے جن سے خواہ مخواہ ایک فریق کی دل آزاری ہو۔ ہاں ہم اعتراضوں سے نہیں روکتے۔ وہ بیشک کرے۔ اور جتنا بھی زور لگا سکتا ہے۔ لگائے۔ مگر آخر تہذیب اور امن پسندی بھی کوئی چیز ہے۔

آخر میں ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے عرض کرتے ہیں۔ کہ امرتسر ۲۲ جنوری کا مضمون بشیر چند صفحہ ۴ پر پڑھکر طبیعتوں میں ضرور ایک اشتعال پیدا ہوگا۔ مگر وہ ضبط و صبر سے کام لیں۔ اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی کوشش نہ کریں جیسا کہ اسلامی تعلیم کا تقاضا ہے۔ اس مضمون کو ایک غیر ذمہ دارانہ فعل قرار دیں۔ اور یہ سمجھ لیں۔ کہ خود آریوں کے امن پسند یا اثر افراد اس مضمون کو حقارت اور نفرت سے دیکھتے ہیں *

ہستی باری تعالیٰ

(نوشتہ سید محمد اسحٰق صاحب)

مبلغین اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے سامنے ۱۷ جنوری کو مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی موجودگی میں میں نے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق اپنی سمجھ کے مطابق ایک لیکچر دیا تھا جس میں اول تو وہ ذرائع بتلائے جن سے ہم کوئی بات ثابت کرسکتے ہیں۔ پھر ان اعتراضوں کا جواب دیا تھا۔ جو عام طور پر دہریوں کی طرف سے ہستی باری تعالیٰ پر کئے جاتے ہیں۔ پھر بعد میں خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں چودہ دلائل پیش کئے گئے تھے۔

لیکچر تو دیا گیا۔ اور سننے والوں نے سنا۔ جزاہم اللہ لیکن باہر کے احباب سے تبادلہ خیالات کرنے کے لئے مختصر طور پر اس لیکچر کے نوٹ الفضل کے ذریعہ شائع کرتا ہوں۔ لیکچر کے پہلے حصہ میں ہی یہ بیان کیا گیا۔ کہ دہریوں کی طرف سے ہمیشہ یہ مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ اگر خدا ہے۔ تو ہمیں دکھاؤ اور یہ ایک ایسا مطالبہ ہے۔ جو ہر ایک دہریہ سے سنا جاتا ہے اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ دہریوں کا یہ مطالبہ بالکل نادرست ہے کیونکہ ہر چیز کے ثبوت کے لئے صرف دیکھنا ہی معیار نہیں بلکہ بہت سی چیزیں اگر دیکھ کر معلوم ہوتی ہیں۔ تو بہت سی ایسی بھی ہیں۔ جو دیکھنے سے ثابت نہیں ہوتیں۔ بلکہ چکھنے سے جیسے کڑوی میٹھی پھیکی نمکین۔ ایسی تمام چیزیں دیکھنے میں یکساں ہیں۔ اور آنکھ ان میں کوئی تمیز نہیں کرسکتی۔ لیکن ان چیزوں میں امتیاز صرف چکھنے سے ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص ایک دہریہ کے سامنے دعویٰ کرے۔ کہ کڑوا بادام دنیا میں کوئی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر کوئی ہے۔ تو مجھے اس کی کڑواہٹ دکھاؤ اس کے جواب میں وہ دہریہ ایسے شخص کو کہے گا۔ بادام کا کڑوا اور میٹھا ہونا آنکھ سے نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ یہ تو قوت ذائقہ سے معلوم ہوتا ہے۔ بس یہی جواب ہم اس دہریہ کو دیں گے۔ جو کہتا ہے۔ کہ میں خدا کو تب مانوں گا۔ جب وہ ان آنکھوں سے نظر آجاوے۔ ہم اسے کہیں گے۔ کہ یہ بات ضروری نہیں۔ کہ ہر چیز صرف آنکھ ہی کے دیکھنے سے ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ کوئی چیز دیکھنے سے کوئی چکھنے سے کوئی سونگھنے سے اسی طرح خوش آواز اور بد آواز کانوں سے معلوم ہوتی ہے۔ گرمی سردی سختی نرمی چھونے سے غرض کسی چیز کے ماننے کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ ہمیں نظر بھی آجاوے۔ جیسے کسی چیز کا کڑوا ہونا آنکھ سے معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں اس کے لئے قوت ذائقہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح کسی چیز کا گرم سرد ہونا بھی آنکھ سے معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے لئے قوت لامسہ کی ضرورت ہے اسی طرح ہو سکتا ہے کہ خدا باوجود اس کے کہ وہ آنکھ سے نظر نہیں آتا۔ پھر موجود ہو۔ جیسا کہ خوشبو اور بدبو اور گرمی اور سردی یہ سب چیزیں دنیا میں موجود ہیں۔ اور پھر ان آنکھوں سے نظر نہیں آتیں۔ اس لئے دہریوں کا یہ مطالبہ کہ خدا دکھاؤ۔ ایک بیہودہ مطالبہ ہے۔ کیونکہ مختلف چیزوں کے ثبوت کے لئے مختلف ذریعے ہیں۔ کسی چیز کے ثبوت کے لئے آنکھ کی ضرورت ہے اور کسی چیز کے معلوم کرنے کے لئے سونگھنے کی ضرورت ہے۔ اور کوئی چیز چھونے سے ثابت ہوتی ہے *

دوسرا ذریعہ یہ تو حواس خمسہ ہوئے۔ اب اس سے آگے چلو۔ دیکھو بعض ایسی چیزیں ہیں جو حواس خمسہ میں سے کسی ایک حواس سے بھی معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کے معلوم کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہے۔ مثلاً محبت غضب۔ عقل فہم قوت وغیرہ یہ سب چیزیں حواس خمسہ کے ذریعہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔ مثال کے طور پر عقل کو لو۔ نہ تو یہ آنکھ سے نظر آتی ہے نہ سونگھنے سے اسکا پتہ چلتا ہے۔ اور نہ یہ کوئی آواز ہے جو کانوں سے سنائی دے۔ اور نہ کوئی ایسا جسم ہے جسے چھو کر معلوم کیا جاوے۔ اور نہ اسے زبان سے چکھ سکتے ہیں۔ بلکہ اسے ہم اسکے نتائج اور اثرات سے معلوم کرتے ہیں۔ مثلاً ہم زید کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ایک کام بڑی عمدگی سے کرتا ہے اور ادھر بکر بھی وہ کام کرتا ہے لیکن بہت بری طرح۔ تو ہم کو زید کے کام اور بکر کے کام پر موازنہ کرنے سے یہ پتہ لگا۔ کہ زید کے دماغ میں کوئی ایسی قوت ہے۔ جس کے ذریعہ زید نے اپنے کام کو عمدگی سے ادا کیا اور بکر کے دماغ میں وہ قوت نہیں۔ جس کے نہ ہونے کی وجہ سے اس سے وہ کام اچھی طرح نہ ہو سکا۔ پھر ہم نے کہا کہ دوسروں کے سمجھانے کے لئے اس قوت کا کوئی نام تجویز کرو اور اسی طرح ہم نے اس قوت کا نام عقل رکھا۔ اب دیکھو کہ یہ معلوم کرنا کہ فلاں شخص عقلمند ہے۔ اور فلاں شخص بیوقوف نہ تو آنکھ سے معلوم ہوتا ہے نہ چکھنے سے اور نہ حواس خمسہ میں سے کسی حواس سے بلکہ اس کے معلوم کرنے کا یہی ذریعہ ہے کہ ہم عقل کے اثرات اور اسکے نتائج سے معلوم کریں گے۔

جب ہم دیکھیں گے۔ ایک شخص مشکل سے مشکل کام کر سکتا ہے۔ اور پیچیدہ سے پیچیدہ امور کو سلجھا سکتا ہے۔ تو ہم کہدیں گے کہ اس میں عقل ہے۔ کیونکہ مشکل سے مشکل کام کرنا اور پیچیدہ امور کو سلجھانا یہ عقل کا نتیجہ ہے۔ پس جب ہم نے نتیجہ کا مشاہدہ کیا۔ تو ہمیں اصل چیز کا بھی پتہ لگ گیا۔ اسی طرح ہم ایک دہریہ کو کہتے ہیں۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کی ہستی حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہوتی۔ تو کوئی حرج نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ ہر چیز حواس خمسہ سے ہی معلوم ہو۔ بلکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ جو حواس خمسہ سے تو معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ اپنے اثرات اور نتائج سے۔ اور انہیں تم بھی مانتے ہو۔ مثلاً عقل کا وجود۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت اسکے افعال کے نتائج اور اثرات سے ہم پیش کریں۔ تو بجا ہے اور پھر کسی دہریہ کو اس کے ماننے میں پس و پیش نہ کرنا چاہئیے۔ اور نہ وہ پھر یہ عذر کر سکتا ہے۔ کہ چونکہ خدا کی ہستی مجھے حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے میں اس کی ہستی تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ خود دہریئے ایسی چیزوں کا وجود تسلیم کرتے ہیں۔ جنہیں وہ حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم نہیں کرتے بلکہ کسی اور ذریعہ سے اس کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ جیسے عقل و فہم دیکھو عقل کے وجود کو دہریئے بھی مانتے ہیں۔ اسی لئے کسی کو عقلمند اور کسی کو بیوقوف کہتے ہیں۔ حالانکہ حواس خمسہ کے ذریعہ انہیں عقل کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ اسی طرح انسان کے جسم میں جو روح ہے۔ وہ ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے وجود کا وہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک ایسی چیز ہے۔ جو سونگھنے چھونے دیکھنے میں نہیں آتی۔ اور نہ حواس خمسہ میں سے کسی حواس ہی سے اسے ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ ہاں اس کے نتائج اور اثرات کو دیکھ کر ہم اس کے وجود کے قائل ہوتے ہیں۔ مثلاً جب ہم ایک زندہ کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ چلتا ہے پھرتا ہے ہنستا ہے روتا ہے۔ سنتا ہے بولتا ہے۔ اور ہر ایک مردہ پڑا ہے۔ وہ نہ چلتا پھرتا ہے نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے۔ اور نہ سن سکتا ہے۔ اور نہ بول سکتا ہے۔ اس فرق کو دیکھ کر ہم نے معلوم کیا کہ اس زندہ میں ایک ایسی چیز ہے۔ جو بولنے سننے ہنسنے رونے چلنے پھرنے کا موجب ہے۔ اور اس مردہ میں وہ چیز نہیں۔ تب ہی وہ نہ روتا ہے نہ ہنستا اور نہ زندوں کے سے اور ہی کام کر سکتا ہے۔ پھر ہم نے لوگوں کو سمجھانے کیلئے اسکا نام روح تجویز کیا۔ دیکھو روح ایک ایسی چیز ہے۔ جس کو دہریئے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ حواس خمسہ سے ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے نتائج اور اثرات سے۔ اس لئے ہم ایک دہریہ کو کہیں گے۔ کہ تمہارا خدا کو دیکھنے کا مطالبہ ایک غلط مطالبہ ہے کیونکہ کسی چیز کے ثبوت کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ دیکھی جاوے۔ یا حواس خمسہ کے ذریعہ محسوس کی جاوے۔ بلکہ کبھی ایک چیز کا ثبوت اس کے فعل کے نتائج اور اثرات سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ روح کا وجود نہ دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے اور نہ حواس خمسہ کے ذریعہ بلکہ اپنے اثرات اور نتائج کی وجہ سے۔ اسی طرح اگر ہم ہستی باری تعالیٰ کے افعال اور صفات کے اثرات سے اس کا وجود ثابت کریں۔ تو تمہیں ماننے میں مضائقہ نہیں ہونا چاہئیے۔ کیونکہ تم خود بہت سی ایسی چیزیں مانتے ہو جنہیں تم نے دیکھنے یا حواس خمسہ کے ذریعہ تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ صرف ان کے اثرات اور نتائج سے جیسے زمانہ روح قوت عقل فہم محبت غضب وغیرہ وغیرہ +

تیسرا ذریعہ

پھر اس کے بعد کسی شئے کے ثبوت کے لئے ایک تیسرا ذریعہ ہے۔ اور وہ سماع یا دوسرے لفظوں میں صادقوں کی شہادت ہے۔ کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ اور بہت سے ایسے واقعات ہیں۔ جو ہمیں نہ حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور نہ اپنے اثرات اور نتائج سے بلکہ صرف لوگوں کی شہادت سے دیکھو اورنگزیب کو نہ تو ہم نے دیکھا۔ نہ ہمارے حواس خمسہ نے اسے محسوس کیا اور نہ وہ اپنے اثرات سے ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ صرف سماعی شہادت ہے۔ جو نسلاً در نسلاً دیتے آئے اور اس کے وجود کا اقرار اس کے زمانہ سے لیکر اب تک ہر قوم کے ایسے راستباز کرتے چلے آئے ہیں۔ جن کے متعلق ہمارا وہم بھی یہ گمان نہیں کرتا۔ کہ وہ سب جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور کسی بات کے معلوم کرنے کا یہ ایک ایسا زبردست ذریعہ ہے۔ کہ اسکو ایک دہریہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ کیا کوئی ایسا دہریہ ہے۔ جو اورنگ زیب یا اکبر کے وجود کا منکر ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ سب کے سب مقر ہیں۔ یہ کیوں؟ صرف اسی لئے کہ راستبازوں کی شہادت پر مجبوراً انسان کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ علم تاریخ سب کا سب باطل ہو جاوے گا۔ اچھا پرانے واقعات کو جانے دو۔ اب جو بڑی عظیم الشان جنگ ہو رہی ہے۔ اور فرانس ایک بڑے معرکہ کا مقام بن رہا ہے لاکھوں کروڑوں ہندوستانی اس مقام سے ہزاروں میل دور ہیں۔ اور انہوں نے جنگ کا نظارہ نہیں دیکھا۔ توپیں چلتی ہوئی نہیں دیکھیں۔ نہ بندوقیں دغتی ہوئی ان کو سنائی دیں۔ لیکن تب بھی سب کو اس جنگ کے وجود کا یقین ہے۔ ان کے علاوہ جسقدر دہریئے ہیں۔ وہ بھی یقین کرتے ہیں۔ کہ فرانس میں جنگ ہو رہی ہے۔ حالانکہ ان کے اصولوں کے مطابق انہیں منکر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ انہوں نے جنگ کا نظارہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ مگر کوئی ایک دہریہ بھی اس جنگ کے وجود کا منکر نہیں صرف اسی لئے کہ سچ بولنے والوں نے شہادت دی۔ کہ واقعہ میں فرانس میں ایک جنگ ہو رہی ہے۔ اسی طرح ہم دہریوں کو کہتے ہیں۔ کہ اگر ہر قوم کے صادق اور راستبازوں کی شہادت خدا کے وجود کے متعلق ہم پیش کریں۔ تو تمہیں اس ہستی کے اقرار کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کیونکہ جس طرح تم تھوڑے سے راستبازوں کی شہادت پر بڑے بڑے واقعات کا اقرار کرتے ہو۔ اسی طرح اگر دنیا کی ہر قوم کے بڑے بڑے صادق اور راستباز جنہوں نے راستبازی کی خاطر اپنا وطن جان و مال عزت کی بھی پرواہ نہ کی۔ خدا کے وجود کی شہادت دیں۔ کہ وہ ہے۔ اور اس نے اپنا وجود ہم پر ظاہر کیا ہم سے باتیں کیں۔ ہمیں بشارتیں دیں جو پوری ہوئیں۔ ہمارے دشمنوں کے متعلق تباہی و بربادی کی پیش از وقت خبر دی۔ جو عین وقت پر پوری ہوئی۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ایسی زبردست شہادت کا دہریئے انکار کرتے ہیں حالانکہ اگر ایک دہریہ جج ہو۔ اور اس کی عدالت میں قتل کا مقدمہ درپیش ہو۔ اور دو صادق راستباز حلفی شہادت دیں۔ کہ ہمارے سامنے زید نے بکر کو قتل کیا ہے۔ تو یقیناً وہ دہریہ جج زید کو پھانسی کی سزا دیگا۔ حالانکہ دہریوں کے اصول کے مطابق خود اس جج نے تو قتل کا وقوعہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ لیکن پھر بھی اسے ضرور پھانسی کی سزا دیگا۔ یہ کیوں؟ صرف اسی لئے کہ دنیا کا تمام کاروبار صادقوں اور راستبازوں کی شہادت پر چل رہا ہے۔ غرض مذکورہ بالا تین ایسے اصول ہیں۔ جن سے ہم کسی چیز کے وجود کو ثابت کر سکتے ہیں۔

(۱) اول حواس خمسہ۔

(۲) دوم۔ اشیاء کے خواص اور افعال کے نتائج اور اثرات

(۳) سوم۔ سماع یعنی راستبازوں اور صادقوں کی شہادت

اب میں اپنے مضمون کے پہلے حصہ کو ختم کرتا ہوں۔ اور بتوفیق ایزدی انشاء اللہ اگلے نمبر میں دہریوں کے اعتراضوں کا جواب دونگا۔ اور اس کے بعد ہستی باری کے چودہ دلائل +

وما توفیقی الا باللہ

خطبۂ جمعہ

جو مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب نے ۲۲ جنوری ۱۹۱۵ء کو دیا

ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرٰت وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ٭ اولٰئک علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ واولٰئک ھم المھتدون ٭

سب مسلمان اس بات کو جانتے ہیں کہ کیا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اور کیا پہلے نبیوں کی امتوں میں جو گروہ اور جو افراد انبیاء کے زمانہ میں ان کے متبع ہوتے ہیں وہ بالخصوص پچھلوں کی نسبت سبقت لیگئے ہوتے ہیں۔ ان کے مجموعہ میں وہ خوبیاں اور کمالات ہوتے ہیں کہ ان جیسا مجموعہ افراد بعد میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ عیسائیوں میں ہی دیکھ لو وہ کبھی یہ بات نہ کہینگے کہ فلاں زمانہ میں ہم میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے تھے کہ ان لوگوں سے بڑھکر تھے۔ جو حضرت مسیح کے ساتھ تھے۔ کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اب یہ بات قابل غور ہے کہ ان نبی کا زمانہ پانیوالوں میں کونسی ایسی بات ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے سبقت لے جاتے ہیں آیا عبادات میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یا ریاضات میں۔ نہیں کیونکہ اسلامی تاریخ جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ اس امت میں بعد میں آنیوالے لوگوں نے ایسی ایسی ریاضات کی ہیں کہ جنکی نظیر صحابہ میں نہیں ملتی۔ اور یہ نہیں کہ انہوں نے اپنے آپکو خواہ مخواہ تکلیفوں میں ڈالا۔ بلکہ انہوں نے مذہب کی پابندی اور خدا تعالےٰ کے لئے سب کچھ کیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ پہلی جماعت پچھلوں سے سبقت لیجاتی ہے۔ اسکی وجہ جہانتک میری سمجھ میں آئی ہے یہ ہے کہ ان کو ایسا بابرکت زمانہ ملتا ہے کہ اس میں خدا تعالےٰ کی طرف سے الٰہی نشانوں کی بارش ہوتی ہے اور ان نشانوں کے ساتھ ان لوگوں کے ایمان نہایت اعلیٰ پیمانہ پر پہونچ جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ دنیا کی پیاری سے پیاری چیز کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ساری دنیا ان سے ایمان چھیننا چاہتی ہے۔ اور شیطان اپنی ساری قوتوں کیساتھ ان پر حملہ آور ہوتا ہوتا ہے لیکن وہ اس ایمان کی وجہ سے جو خدا تعالےٰ کے نشانات دیکھکر قایم ہوتا ہے ساری دنیا کو اس پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ان کے کاروبار چھوٹتے ہیں روزگار بند ہوتے ہیں حتیٰ کہ لوگ ان کی جان لینے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ مگر ان کا وہ ایمان ان باتوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا اور وہ ہر ایک تکلیف اور مصیبت کے برداشت کرنیکے لئے مستعد ہوتے ہیں ہر ایک پیاری سے پیاری چیز کو وہ ایمان کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے ہیں۔ اور سب چیزوں پر اسلئے لات مارنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کہ انہیں رسول ملجائے یہی وہ وجہ ہے جسکے باعث وہ تمام دنیا پر فوقیت لے جاتے ہیں۔ اور پیچھے آنے والے لوگ ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انکا ایمان رفتہ رفتہ رسمی اور موروثی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ الا ماشاء اللہ

یہ آیت کریمہ جو میں نے پڑھی ہے۔ اس میں خدا تعالےٰ بیان فرماتا ہے کہ ہم تمہاری آزمایش کرینگے۔ اسلئے نہیں کہ خدا کو علم نہیں بلکہ اسلئے کہ پچھلوں کیلئے ثبوت رہے اور لوگوں کو معلوم ہو کہ نبی کے ساتھ والے کیسے تھے اور کس اعلیٰ درجہ تک پہونچے ہوئے تھے۔ اور آزمایش یہ کرینگے کہ تمہیں کچھ خوف آئینگے۔ کچھ بھوکیں آئینگی۔ پھر کچھ تمہارے مالوں میں نقصان ہوگا۔ کچھ جانوں میں نقصان ہوگا۔ اور کچھ تمہارے پھلوں میں نقصان آئیگا۔ ان نقصانوں اور تکلیفوں کے آنیکے وقت اگر تم نے ڈر کر خدا اور اس کے رسول کو چھوڑ دیا۔ تو تم سے برا دنیا میں اور کوئی نہیں ہوگا۔ اور اگر تم نے یہ مصائب برداشت کرلیں اور یہ کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کیا ہوا اگر کوئی چیز ہم سے جدا ہو گئی۔ اللہ ہی نے یہ سب کچھ دیا ہے اور ہم بھی اللہ کے ہی ہیں۔ اور اللہ کیطرف ہی جانیوالے ہیں۔ اگر خدا نے کوئی چیز لے لی ہے تو وہ ہمیں اس سے بڑھکر اجر دیگا۔ تو تمہیں ضرور بڑے بڑے اجر ملیں گے اور تمہارے اس صبر کا نتیجہ ہوگا۔ کہ جسطرح خدا نے خبر دی ہو ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی ۳۳-۵۶- تمہارے نبی کی تو وہ شان ہے کہ خدا اور اس کے فرشتے اس پر صلوٰۃ اور درود بھیجتے ہیں۔ اسی طرح تم صبر کرنیوالوں پر اللہ کیطرف سے صلوٰۃ ہوگی۔ اور اللہ اپنی رحمت تم پر نازل کریگا۔ اور یہی وہ لوگ ہوں گے جنکے لئے دین اور دنیا کی کامیابی کی راہیں کھلجائیں گی۔ اور انہیں کامیاب ہونیکی توفیق ملیگی اور آخرت میں بھی یہی کامیاب ہونگے۔ دیکھو صحابہ کرام کیساتھ اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ کسطرح پورا ہوا۔ چونکہ وہ اس آزمایش میں پورے اترے اسلئے خدا تعالےٰ نے ان پر بڑے بڑے فضل نازل کئے۔ انہی لوگوں کو جنہیں اونٹ چرانے بھی نہیں آتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے انہیں انسانوں کے استاد اور راعی بنادیا۔ جنہیں دنیا نے جاہل کا خطاب دیا ہوا تھا۔ اور جنکی وجہ سے اس زمانہ کو زمانہ جاہلیت کہا جاتا تھا انہیں کو تمام دنیا کے معلم اور استاد بنادیا۔ اور وہی لوگ جو اپنی گندی زندگی کی وجہ سے بدنام ہو چکے تھے۔ انہوں نے ایسی ترقی کی کہ انسانیت کے اعلیٰ درجہ پر پہونچ گئے۔ خدا تعالےٰ نے یہ نمونہ رکھکر پچھلی نسلوں کو سمجھایا کہ اگر تم بھی انہی کے راستہ پر چلوگے اور مال و جان عزت و آبرو کے خطرہ کے وقت بھی اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرلوگے۔ تو تمہارے ساتھ بھی خدا یہی سلوک کرے گا۔

یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اسکے پڑھنے کی تحریک اسطرح ہوئی ہے کہ مسجد کو آتے ہوئے راستہ میں کچھ دوستوں نے ان لوگوں کا ذکر کیا جو کبھی ہمسے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ اور اب ہمسے جدا ہو گئے ہیں۔ مجھے خیال پیدا ہوا کہ انفسکم کے ماتحت وہ کچھ جانیں ہمسے کھوئی گئی ہیں۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے انہیں چھوڑا ہے تو کیوں چھوڑا ہے آیا ہم نے دنیاوی اغراض کے لئے ان سے قطع تعلق کیا ہے یا خدا اور اسکے رسول کے اختیار کرنے کیلئے۔ اس بات کا فیصلہ نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے اگر کوئی ایسا زمانہ گذر جاتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیکھنے والے لوگ موجود نہ ہوتے اور آپ کی طرز تبلیغ کو دیکھنے والے بھی نہ ہوتے تو شاید فیصلہ مشکل ہو جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ایک آدمی ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں اس وقت موجود ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ خدا وحدہٗ لاشریک جانتا ہے۔ کہ میں نے جب کبھی اس ممبر پر کھڑے ہوکر کوئی بات کہی ہے بناوٹ سے نہیں کہی بلکہ اس نے کہی ہے کہ جو بات میں نے حضرت مسیح موعود سے سنی یا حاصل کی ہے وہ کسی اور کو بھی پہونچ جائے اب بھی اسی غرض کیلئے کہتا ہوں آپ لوگ میرے لئے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کیلئے توجہ کریں۔ آپ لوگوں میں سے بہت احباب نے دیکھا ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی زندگی میں غیر احمدیوں سے کیا تعلق رہا کیا کوئی اس وقت

حلفاً کہہ سکتا ہے کہ کبھی آپنے غیر احمدیوں سے چندہ مانگا؟ ہرگز نہیں۔ میں تو حلفاً کہتا ہوں اور اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ نہ میرے کانوں نے روایتاً کسی سے سنا۔ اور نہ میری آنکھوں نے کبھی دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدیوں سے چندہ مانگا۔ اور نہ یہ کہکر چندہ کی ان کو ترغیب دی کہ میرا کام تو فقط اشاعت اسلام ہی جو کہ ہمارا اور تمہارا مشترک فرض ہے اور یہ کہ میری تبلیغ فرقہ بندیوں سے پاک ہے اور خالص اور محض اسلام کی تبلیغ ہے لہذا اسلام کے سب فرقوں کو چاہیئے کہ تبلیغ اسلام کے لئے مجھے چندہ دیں۔ حالانکہ وہ وقت ایسا تھا کہ روپیہ کی بہت ضرورت تھی۔ لیکن آپنے نہ کبھی کسی کو صلح کی دعوت دی اور نہ کسی کے آگے چندہ کیلئے ہاتھ اور دامن پھیلایا پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت مسیح موعود نے ایسا کیا ہے کہ اشاعت اسلام کا جو کام آپ کرتے تھے اس میں آپ نے اپنے **نام اور دعوے** کو علیحدہ کر کے مردہ اسلام کو پیش کیا ہو۔ آپ نے جتنی کتابیں بھی لکھی ہیں کیا ان میں سے کوئی ایک بھی ایسی کتاب پیش کر سکتا ہے۔ جس میں آپنے صرف اسلام کو پیش کیا ہو اور اپنا ذکر نہ کیا ہو۔ کوئی لیکچر ایسا نہیں اور کوئی مباحثہ ایسا نہیں اور کوئی مناظرہ ایسا نہیں۔ جس میں یہ بات پائی جاتی ہو کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو نہ پیش کیا ہو پھر آپ نے خلوت میں جلوت میں تقریریں تحریریں گفتگو میں بھی فرمایا کہ اسلام میرے سوا دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے وہ مردہ ہے۔ اس لئے اس سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ اور جس طرح پہلے لوگ اپنی اس کوشش میں ناکام رہے ہیں اسی طرح اب بھی اگر کسی نے میرے سوائے کوئی اسلام پیش کیا تو وہ بھی ناکام اور نامراد ہی رہے گا۔ تو حضرت مسیح موعود نے سالہا سال اشاعت اسلام کر کے ہمیں بتا دیا کہ کسطرح ہمیں یہ کام کرنا چاہیئے۔ لیکن آج ایک امیر القوم کا خطاب پا کر کہتا ہے کہ احمدیت کیا ہے۔ اسکی حقیقت تو یہ ہے کہ مسیح موعود ایک خادم اسلام تھے اور انکا اصل کام اشاعت اسلام تھا انکی ساری زندگی کی غرض ایک انجمن بنانا تھی جو کہ اشاعت اسلام کا کام کرے۔ اس انجمن میں گویا چندہ دینا احمدیت ہے۔" اب غور کرنے کی بات ہے کہ آیا یہ جو کچھ کہا جاتا ہے یہ ٹھیک ہے ہم ایک مثل سنا کرتے تھے کہ "دروغ گویم بر روئے تو" لیکن یہاں تو دروغ بر روہا بولا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام صرف اشاعت اسلام تھا۔ اور اسکے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے، اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اشاعت اسلام کیلئے اٹھے تھے ان کے لئے حضرت مسیح موعود کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیئے تھا اور انہیں احمدیت کے بڑے کار آمد فرد سمجھنا چاہیئے تھا آپ انکی انجمنوں میں شامل ہوتے انہیں چندہ دیتے۔ مگر آپ نے کبھی اسطرح نہیں کیا۔ یہ محض دھوکا دیا جا رہا ہے اور اس سے ان دھوکا دینے والوں کی اور ہی غرض ہے۔ ان کی اس غرض کے معلوم کرنے کے دو طریق ہیں اول یہ کہ انہوں نے اپنے خیال میں ایک مدعا مقرر کر لیا ہے۔ اس مدعا کی روک وہ جن باتوں کو سمجھتے ہیں ان کو ترک کر رہے ہیں اور جنکو بد سمجھتے ہیں ان کو اختیار کر رہے ہیں۔ یا یہ کہ ان کے پہلے ہی سے ایسے خیالات تھے۔ جنکی وجہ سے وہ آج اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ لیکن اگر ان کے پہلے بھی یہی خیالات ہوتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف مجدد تھے اور آپ احمد نہیں تھے اور آپ کے مخالف فتوی کفر کے مستحق نہیں ہیں مخالفوں سے چندہ لینا چاہیئے ان کے کاموں میں شریک ہو جانا چاہیئے تو ہم کہتے کہ ان کو پہلے خیالات نے دھوکے دیے ہیں مگر ایسا نہیں ہے ہم جب انکی پہلی تحریریں دیکھتے ہیں اور اس وقت سے پہلے کی تحریریں جبکہ وہ یہاں سے قطع تعلق کر چکے ہیں تو وہ حلف اٹھا کر لکھتے ہیں کہ ہم پیغام سے تعلق رکھنے والے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر شہادت دیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب ایسے نبی ہیں۔ جو نجات دینے والے ہیں اور ان کے بغیر نجات ہو نہیں سکتی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ اس وقت تو خدا تعالیٰ کے لئے شہادت دیکر حضرت مسیح موعود کو نجات دہندہ نبی سمجھتے تھے۔ لیکن اب معمولی مجدد کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبی کہتا ہے وہ کافر ہے؟ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر (نعوذ باللہ) کفر کا فتوی لگا رہے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے ان لوگوں کو امید دلادی کہ ہم دوسروں سے بہت سا روپیہ لے سکتے ہیں۔ لیکن انہیں غلطی پر کہنا روپیہ کے حاصل کرنے کو مانع ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھکر انہوں نے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ غیر احمدی کافر نہیں ہیں لیکن جب غیر احمدیوں نے انہیں یہ کہکر تنگ کرنا شروع کیا کہ جب تم ہمیں کافر نہیں سمجھتے تو ہمارے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ اس پر انہوں نے یہ بات نکالی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا تو وہ وقتی مصلحت تھی نہ اس لئے کہ نعوذ باللہ وہ کافر ہیں۔ جب وقت یہ مصلحت نہ رہیگی اس وقت اس بات کا بھی فیصلہ ہو جائیگا۔ پھر چونکہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی لکھتے اور کہتے تھے اسلئے غیر احمدیوں نے کہا کہ اگر مرزا صاحب نبی ہیں تو ان کے منکر کافر کیوں نہیں اور اگر ان کے منکر کافر نہیں ہیں تو تم مرزا صاحب کو نبی کیوں کہتے ہو؟ یہاں ایک مولوی محمد جی صاحب رہتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب ترجمۃ القرآن میں ان سے مدد لیا کرتے تھے۔ انہوں نے سنایا کہ میں ایکدن مولوی محمد علی کو نوٹ لکھا رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ غیر احمدیوں کو کافر کہنا مشکل امر ہے میں نے کہا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں تو ان کے منکر ضرور کافر ہوں گے ہاں منکروں کو کافر نہ کہنے کی ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ حضرت صاحب کی نبوت اڑ جائے۔ مولوی محمد جی صاحب نے تو یہ بات نیک نیتی سے کہی کہ نہ یہ حضرت صاحب کی نبوت کو اڑائیں گے اور نہ منکران مسیح موعود کو کافر کے سوا کچھ اور کہا جا سکیگا۔ لیکن وہ اس بات کے پیچھے لگ گئے۔ پہلے انہوں نے کہا کہ مسیح موعود علیہ السلام مجازی اور ظلی نبی ہیں۔ اور پھر کہا کہ مسیح موعود ان معنوں میں نبی ہیں جن میں امت محمدیہ کے دوسرے بزرگ نبی ہو سکتے ہیں۔

اب آپ لوگ خدا کے لئے غور کریں کہ مرزا تو کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک میں ہی نبی کے خطاب کا مستحق ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس زمانہ تک کوئی نبی نہیں آیا۔ لیکن یہ بدبخت گروہ کہتا ہے کہ مرزا اس طرح کا نبی اور رسول تھا جسطرح اور بھی کئی لوگ ہو سکتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہمارا ان لوگوں کو چھوڑ دینا بتا رہا ہے کہ ہم نے ان کو خدا اور اسکے رسول کے لئے چھوڑا ہے۔ ایسی اختلاف کا نام د

نشان یہی تہا کہ میں نے بعض دوستوں کو ایک بات بتائی تہی اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مسیح سے بہت سی باتوں میں مشابہت ہے تو اس سے خطرہ ہے کہ آپ کے بعد کہیں وہی صورت نہ پیش آجائے جو کہ حضرت مسیح ؑ کے واقعہ صلیب کے بعد پیش آئی تہی۔ اور وہ یہ تہی کہ حضرت مسیح کے بعد پطرس تو خلیفہ ہو گئے اور حواریوں اور معزز مریدوں کی ایک مجلس بنی جو ملکر کام کرے۔ اس انجمن نے کہا کہ غیر اقوام میں تبلیغ کرنی چاہیئے۔ تو پطرس جو کہ حضرت مسیح کا خلیفہ تہا۔ اس نے کہا کہ تبلیغ صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں میں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ مسیح صرف انہیں کیلئے آیا تہا ہمیں باہر نہیں جانا چاہیئے انہوں نے کہا کہ اس طرح تو ہمارا سلسلہ بہت جلدی مٹ جائیگا۔ یہودی تو اب مانتے نہیں اور جو مان چکے ہیں وہ مرتے جائینگے تو آگے کسطرح ہماری ترقی ہوگی۔ پطرس کا چونکہ ان پر بڑا رعب داب تہا۔ اسلیئے وہ سب منصوبے دل ہی میں پکاتے رہے اور عمل میں لانیکی انہیں جرات نہ ہوئی اور نیز پطرس ان سے درگذر بھی بہت ہی کرتا تہا لیکن جب اس کا زمانہ گذر گیا۔ اور یعقوب خلیفہ ہوا۔ تو چونکہ وہ اس انجمن کے ممبروں سے عمر میں چھوٹا تہا اور ہر ایک کام جرأت اور دلیری سے کرنیوالا تھا۔ اور رعب پر بہت قایم تہا اس لیئے اس میں اور انجمن کے لوگوں میں پھوٹ پڑگئی اور انہوں نے کہا کہ ہم اسکی پرواہ نہیں کرتے ہم غیر قوموں میں جاکر ضرور تبلیغ کریں گے۔ چنانچہ پولس جیسا جوشیلا مقرر جب ان میں آملا تو وہ تبلیغ کیلئے گیا۔ لیکن ناکام آیا۔ اور واپس آکر اس نے کہا کہ میں لوگوں کو مرکز پر کھڑا ہو کر بلاتا تہا۔ اسلیئے وہ نہیں آئے۔ لیکن اب مجھے ایک گر آگیا ہے کہ میں ان میں جاکر ملجاؤنگا! اور پھر ان کو اپنے ساتھ لاؤنگا۔ یہ ارادہ کرکے وہ یونان میں گیا اور ان لوگوں کو جاکر کہا کہ تم لوگ تین اقنوم مانتے ہو ہم بھی یہی مانتے ہیں۔ صرف ناموں کا فرق ہے چونکہ وہ بڑا لیکچرار تھا۔ لوگوں کو اسکی باتیں سنکر بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر ہم سب ایک ہی ہیں۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ شراب اور خنزیر وغیرہ تم میں کیوں حرام ہے۔ جب اسے یہ روک پیش آئی۔ تو اس نے کہا کہ یہ معمولی باتیں ہیں تم کہاتے رہو

کوئی ہرج نہیں ہے۔ مسیح خداوند یسوع مسیح اسلیئے نہیں آیا کہ لوگوں کو شریعت میں جکڑے بلکہ وہ دنیا کو شریعت کی لعنت سے چھوڑانے کے لئے آیا تہا۔ تو اسطرح اس نے اپنی مذہبی خصوصیات کو مٹادیا۔ اور ایک دوسرے کے عقاید آپسمیں گڈ مڈ ہو گئے۔

میں نے اس بات سے احباب کو یہ بتایا تہا کہ کچھ لوگ ہماری جماعت سے بھی پطرس کے زمانہ کے لوگوں کی طرح آزادی کیطرف قدم مار رہے ہیں۔ جنکا انجام یہ ہوا تہا کہ انہوں نے اپنے مذہب کو ملیا میٹ کر دیا تہا وہی حالت ان کی ہوگی۔ چنانچہ اب ایسا ہی ہوا۔ ان لوگوں کو غیر احمدیوں کی واہ واہ اور روپیہ کی چھنکار نے مسیح موعود سے چھین کر دور کر دیا۔ میرے دوستو! یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ نے بتادیا ہوا ہے کہ ہم تمہارے نفسوں کے گھاٹوں سے آزمایش کرینگے۔ ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ دنیا کی ملامت سے ڈر کر مرتد ہوتا ہے۔ لیکن ہم ان کی بجائے ایسے آدمی لاوینگے جو کسی قسم کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ چنانچہ ہم خدا تعالےٰ کا فضل دیکھ رہے ہیں کہ اگر ایم۔ اے ہم سے جدا ہوئے۔ تو ان سے بڑھکر ایم اے داخل ہوئے اگر کوئی پیسے روپے والے جدا ہوئے ہیں تو ان سے بڑھ کر دولتمند داخل ہوئے۔ پس خوب یاد رکھو کہ جسطرح صحابہ کرام گہاٹے میں نہیں رہے تھے اسی طرح ہم بھی گہاٹے میں نہیں رہینگے۔ کیونکہ ہم سے بھی اسی طرح خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے اگر ہم صبر کرینگے اور کہوئے ہوؤں کو مچھر کے برابر بھی نہ سمجھیں گے۔ چنانچہ ہم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی وغیرہ کو اسی بات کی وجہ سے عزیز سمجھتے تھے کہ وہ مسیح موعود ؑ کے جوڑے کو اپنا تاج سمجھتے تہے لیکن جب انہوں نے اس کو پھینک دیا اور اسکی کوئی پرواہ نہ کی تو ہمیں بھی انکی کوئی پرواہ نہیں ہے خدا تعالےٰ ہم کو صبر میں استقامت دے۔ آمین .

دعوت الی الخیر

ولایت میں تبلیغ احمدیت

چودہری فتح محمد صاحب کو لکھا گیا تہا۔ کہ اگر آپ وہاں اپنا ایسا مددگار رکھ سکیں کہ کوئی ایسا آدمی تلاش کریں جسے اسلام کی سچی محبت اور جوش ہو تو وہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ اس کے جواب میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں سے اگر ایسے آدمی ملجائیں تو اچھے ہیں لیکن فی الحال ایسے آدمیوں کا ملنا مشکل ہے اسکے متعلق میں دعا کر رہا ہوں اور سوچتا بھی ہوں غالبًا اسکے بعد کے خط میں لکھ سکونگا۔ میرا اپنا یہ خیال ہے کہ اگر تھوڑی دیر اور انتظار کیا جائے تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ یہاں ایسے انسان پیدا ہو جائینگے اور بغیر تنخواہ کے کام کرینگے۔ اگر یہاں دو آدمی کام کرنے والے ہوں تو ان کے لئے آسانی ہوگی۔ خاصکر مشورہ میں ایسے آدمی کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہاں کام کرنے کیلئے بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں اتنا مصالح ہے کہ اگر ہم لوگ ایک صدی بھی استعمال کرتے رہیں تو ختم نہیں ہوسکتا۔ اسلیئے اگر کوئی جوشیلا اور پکا احمدی ملجائے تو انٹرنیس پاس شدہ بھی کام دیسکتا ہے البتہ عربی کی بھی کچھ لیاقت ہونی چاہیئے۔

ایک اور آدمی کو ولایت بھیجنے کی تجویز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے زیر غور ہے۔ انشاء اللہ عنقریب چوہدری صاحب کی مدد کیلئے کوئی آدمی بھیجا جائیگا۔

سلسلہ احمدیہ کے مبلغین کا فرض

ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان سے مخلوقات کو آگاہ کریں اور وہی رستہ دکھائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دکھایا ہے۔ آگے کسی سے منوانا ان کے اختیار میں نہیں ہے اور نہ وہ خدا تعالےٰ کے حضور اسکے جوابدہ ہیں۔ اور اگر کوئی اس راہ سے الگ ہو کر اور خود ساختہ باتیں پیش کرکے کسی کو اپنا ہم خیال بنالیتا ہے تو اسکو اشاعت اسلام اور اسکی کامیابی کی علامت نہیں کہا جاسکتا اندریں وہ خدا کے نزدیک پسندیدہ کام کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک احمدی مبلغ کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ ہمیشہ اس حقیقی اسلام کیطرف جو کہ حضرت مسیح موعود نے پیش کیا ہے لوگوں کو بلائے۔ چوہدری فتح محمد صاحب اسی کے ماتحت تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے انہیں کامیابی بھی ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ جب ان کے ساتھ دوسرا مددگار مل جائیگا تو وہ تبلیغ کے کام کو اور زیادہ وسیع کرسکیں گے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کی مدد صادقوں کے ساتھ ہے

مَیں نے جلسہ کے ایام میں ایک شخص سے سنا تھا کہ چند غیر مبایعین جو لاہور کے جلسہ سے فارغ ہو کر قادیان آئے ہیں سناتے ہیں کہ گویا مَیں نے (مرزا محمود احمد نے) گورنمنٹ کو لکھا ہے کہ اگر مجھے خلیفۃ المسیح تسلیم کر لیا جائے تو مَیں گورنمنٹ کی ہر طرح مدد کر سکتا ہوں اسپر گورنمنٹ نے جواب دیا کہ گورنمنٹ مذہبی باتوں میں دخل دینا پسند نہیں کرتی اور یہ جواب خواجہ کمال الدین صاحب نے خود دیکھا ہے مَیں نے اس بات کو سُنکر چنداں قابل توجہ نہ سمجھا کیونکہ مَیں نے خیال کیا کہ یہ بات خواجہ صاحب کی طرف کسی نے یونہی منسوب کر دی ہو گی ورنہ یہ کسطرح ممکن ہے کہ ایک ایسا شخص جو اشاعت اسلام کرنیکا مدعی ہے اور اسلام کا فدائی اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے وہ میری مخالفت میں ایسا بڑھ جائیگا کہ تمام دعوائے ایمان ترک کر کے جھوٹ اور دروغ کو استعمال کرنے سے بھی نہیں چوکیگا۔ اور اسی خیال پر مَیں نے اس بات کو اپنے ذہن سے نکال دیا۔ لیکن چند روز کا عرصہ ہوا کہ بٹالہ سے مولوی فضل الدین صاحب مختار عدالت کا بھی اس مضمون کا ایک خط میرے نام آیا کہ ایسی ایسی بات بہت کثرت سے پھیلائی جا رہی ہے اس کا کچھ جواب ہونا چاہیئے مگر چونکہ اس خط میں مولوی صاحب موصوف نے یہ نہیں لکھا تھا کہ کون پھیلانے والا ہے اسلیئے مَیں پھر خاموش ہو رہا۔ مگر آج نماز عصر کے بعد شیخ محمد حسین صاحب گرد اور دھرم کوٹی نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ انسے انکے ماموں شیخ نور احمد صاحب بی۔ اے پلیڈر چیف کورٹ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے جسپر مَیں نے انسے کہا کہ آپ سے جو کچھ انہوں نے بیان کیا اسے لکھدیں چنانچہ انہوں نے مندرجہ ذیل تحریر لکھدی۔

"مَیں اور میر عابد علی شاہ صاحب اور حسین بخش جٹ سکنہ شہزادہ مسجد کشمیریاں موسومہ

صمد و والی میں بمقام دھرم کوٹ رندا وہ مذہبی گفتگو کر رہے تھے کہ شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد نے کہا۔ کہ حضرت میاں صاحب نے کوئی درخواست گورنمنٹ میں بھیجی تھی۔ کہ ان کو خلیفۃ المسلمین بنایا جاوے۔ لیکن گورنمنٹ نے جواب دیا ہے۔ کہ وہ مذہبی معاملات میں دخل نہیں دے سکتی۔ اور جواب کی نقل لاہوری پارٹی نے لی ہے۔" ۱/۱۵ ۳ ع خاکسار محمد حسین گرداور

اسکے ساتھ ہی شیخ عبدالعزیز صاحب مدرس ہائی سکول نے بیان کیا کہ ان سے شیخ فقیر اللہ نے جو لاہور شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر کے ملازم ہیں یہ واقعہ یوں بیان کیا۔ چنانچہ ان سے بھی میں نے ایک تحریر لے لی جو ذیل میں درج ہے۔

"مجھے بھی کل مورخہ ۲۴۔ جنوری ۱۹۱۵ء کو فقیر اللہ ملازم شیخ رحمت اللہ صاحب نے کہا ہے کہ "مجھے شیخ رحمت اللہ صاحب نے سنایا ہے کہ ایک درخواست حضرت میاں صاحب نے گورنمنٹ سے پیش کی ہے کہ مجھے خلیفۃ المسلمین بنا دیا جاوے۔ مجھے انکی درخواست کے اصل مضمون کے متعلق تو پتہ نہیں ہاں گورنمنٹ کی طرف سے جو جواب ملا ہے اس سے میاں صاحب کی خلیفۃ المسلمین والی خواہش کا پتہ ملتا ہے"۔ خاکسار عبدالعزیز از قادیان۔

اِن دونوں شہادتوں سے خوب وضاحت سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اس خبر کی اصل کچھ ضرور ہے۔ اور چند ایسے لوگ جن کی تعیین کی ہمیں ضرورت نہیں اس جھوٹ کو پھیلا کر مبایعین کو بدظن کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ نادان نہیں خیال کرتے کہ جھوٹ سے کبھی فتح نہیں ہوتی ہے اس جھوٹی خبر کے مشہور کرنیوالوں کو خواہ وہ کوئی بھی ہوں۔ کہتا ہوں کہ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین اللہ تعالیٰ کی جھوٹوں پر **لعنت** ہو۔ اے نادانو! کیا تم نے خدائے تعالیٰ کو ایسا سمجھا ہے کہ وہ شریر اور مفسد کو سزا دیئے بغیر چھوڑ دیگا اور جھوٹے اپنے جھوٹ میں کامیاب ہو جائینگے مگر تم نے ایسا خیال کیا ہے تو تم نے سخت دھوکا کھایا ہے اور اس کام کی جرأت کی ہے جس کی جرأت اگر نہ کرتے تو اچھا ہوتا۔ سو میں اس جھوٹ کی علی الاعلان تردید کرتا ہوں۔ مجھے کسی گورنمنٹ کے خطاب کی ضرورت نہیں میرے لیئے وہ خطاب بس ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیدیا ہے دنیا کی بادشاہت سے بدرجہا بڑھکر میں اس انعام کو سمجھتا ہوں جو اس نے مجھے عطا فرمایا ہے اور اُن تمام خطابات سے جو کوئی دنیاوی گورنمنٹ مجھے دے سکتی ہے

مسیح موعودؑ کی غلامی کو اعلیٰ خیال کرتا ہوں۔ پس تم اپنے نفس پر میرا قیاس نہ کرو میرے لیئے وہ عزّت بس ہے جو میرے مولیٰ نے مجھے عنایت فرمائی ہے۔ اور میں تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بادشاہ کو بھی وہ عزّت کا خطاب عطا فرمائے یعنی احمدی ہونیکا۔ جو اُس نے ہمیں عنایت فرمایا ہے تا جس طرح وہ روئے زمین کے طاقتور بادشاہوں میں سے ہیں آسمان پر بھی خدائے تعالیٰ کے پیارے بندوں میں شامل ہوں اور جسطرح زمین کی بادشاہت انکو عطا کی گئی ہے آسمان کی بادشاہت کے بھی وارث ہوں۔ آمین۔

پس تم مجھ پر الزام لگاکر اپنے نفس کے پردے چاک مت کرو۔ اور اگر اس بیان میں کچھ صداقت ہے جو اندر ہی اندر مشہور کیا جاتا ہے۔ تو مرد میدان بنکر اسے شائع کرو اور اگر تمھارا الزام درست ہے تو گورنمنٹ کا وہ جواب جس کی تم نے نقل لی ہے شائع کرو تا جھوٹ اور سچ کُھل جائے۔ ورنہ اُس دن سے ڈرو جس دن یہ فریب اور مکر کام نہ آئیں گے اور اُس قادر خدا کے سامنے پیش ہونا پڑے گا جو بادشاہوں کا بادشاہ اور شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے۔

مجھے اور دوسرے الزامات کی طرح اس الزام کے دُور کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ اس الزام کے ثابت ہونے سے مسیح موعود علیہ السلام کی ہتک ہوتی ہے۔ کیونکہ مسیح موعودؑ جو دین کا بادشاہ تھا اُس کے کسی خلیفہ کا یہ لالچ کرنا کہ گورنمنٹ مجھی تسلیم کروائے اس کے یہ معنے ہیں کہ گویا اسکو خدا کی طاقت پر یقین نہیں کہ وہ اب اپنے کام کو گورنمنٹ سے کروانا چاہتا ہے۔ اس لیئے مجھے اس اعلان کے ذریعہ سے اسکی تردید کرنی پڑی۔

پس اگر میرے مخالفین میں کچھ بھی شرم و حیا ہے تو وہ مرد میدان بنیں اور اپنے بیان کو شائع کریں اور اس کا ثبوت دیں تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ کون حق پر ہے اور کس کی بنیاد جھوٹ پر ہے۔

میں یہ مضمون لکھ چکا تھا کہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے مدرس ہائی سکول قادیان نے یہ مضمون سُنکر فرمایا کہ میں نے بھی یہ بات خود ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مُنہ سے سُنی ہے اور انہوں نے مندرجہ ذیل تحریر لکھدی۔

اب ڈاکٹر صاحب سے امید ہے کہ وہ اپنے بیان کی صداقت میں ثبوت پیش کر کے دنیا پر ثابت کرینگے کہ انکو خلاف بیانی کی عادت نہیں

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - میں اس امر کا حلفیہ گواہ ہوں کہ ایام جلسہ دسمبر میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور نے مجھے کہا کہ میرے محمود (حضرت) میاں صاحب نے لفٹنٹ گورنر پنجاب کو اس امر کی چٹھی لکھی ہے کہ آپ کوشش فرما دیں کہ مجھے خلیفہ تسلیم کر لیا جاوے - اسپر گورنر صاحب موصوف نے صاف انکار کر کے جواب دیا کہ ہم مذہبی امور میں دست اندازی نہیں کر سکتے ... کیا ایسی کوششوں سے الٰہی کام ہوا کرتے ہیں - میں نے کہا کہ مجھے اس امر کا علم نہیں ہے مگر ایسی چٹھی کا کیونکر علم ہوا اسپر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ "ہم نے بھی کسی طرح پتہ معلوم کر ہی لیا - پھر تم کہو کہ یہ حرکت کیسی ہے میں نے عرض کی کہ قبل از وقت و تحقیق میں کچھ کہہ نہیں سکتا" راقم عبد الرحمٰن عفی اللہ عنہ - ۲۵ - جنوری ۱۹۱۵ء

اس عرصہ میں مولوی فضل الدین صاحب مختار عدالت کی مفصل شہادت بھی مجھے ملگئی ہے اسے بھی ذیل میں درج کر دیا جاتا ہے اور انکے بیان کی تصدیق بھی جو میر صاحب نے کی ہے -

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم - بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الموعود والمہدی الموعود علیہما الصلوٰۃ والسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - خاکسار کو اس معاملہ میں جو کچھ معلوم ہے راست راست تحریر کر دیتا ہے اور بمنطوق لا تکتموا الشہادۃ میرا یہ بیان ہے جہانتک کہ مجھکو یاد ہے کہ ایام جلسہ دسمبر ۱۹۱۴ء میں جناب مولوی فاضل میر محمد اسحاق صاحب کی زبانی مجھکو معلوم ہوا کہ مطیع اللہ خان بیان کرتے ہیں کہ صاحبزادہ صاحب کے ایک خط کی نقل میں لاہور میں پڑھ آیا ہوں جسمیں صاحبزادہ صاحب نے لاٹ صاحب پنجاب سے استدعا کی ہے کہ کسی طرح انکو خلیفۃ المسیح تسلیم کیا جاوے اور شاید یہ بھی انہوں نے ذکر کیا یا نہیں کہ لاٹ صاحب نے جواب دیا ہے کہ یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں میر صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ مطیع اللہ خان کو میں نے کہا تھا کہ یہ بات وہ لکھدیں کہ لاہوریوں کے پاس میں نے ایسے خط و کتابت کی نقل دیکھی ہے لیکن اس نے انکار کیا ہے - میرے پاس میر صاحب نے یہ بات اس رنگ میں بیان کی تھی کہ لاہوریوں کے مفتریات کی یہانتک نوبت پہنچگئی ہے - بعد از ان مجھکو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور بٹالہ میں ملے انہوں نے ذکر کیا کہ میں خواجہ صاحب کے ملنے کیلئے لاہور گیا تھا مگر وہ پشاور گئے ہوئے ہیں اور باتوں باتوں میں مطیع اللہ خاں کی روایت کی انکی زبان سے بھی تصدیق ہوئی اور غالباً انہوں نے یہ کہا تھا کہ قسمیں کھا کر میرے پاس یہ بات ایک شخص نے بیان کی ہے اسکے علاوہ خلیفہ نور دین صاحب جموں والے نے بھی مجھے بٹالہ میں بیان کیا تھا کہ میں (نور دین) نے بھی اس بات کا چرچا احمدیہ بلڈنگ لاہور میں سنا تھا لیکن میں نے اس بات کو باور نہیں کیا تھا - اسکے بعد میں نے حسب ۱۰ - جنوری ۱۹۱۵ء کا پیغام صلح پڑھا اور اس میں ایک اعلان میں یہ لکھا ہوا دیکھا "پھر ایک باب میں خلافت کا بیان ہوگا اور اسی باب میں شاید وہ تحریریں بھی درج ہونگی جو خفیہ طور پر خواہش اقتدار اور حصول اقتدار کیلئے لکھی گئی ہونگی" تب میں نے یقین کر لیا کہ احمدیہ بلڈنگس سے جو روایت مشہور ہوئی ہے اسکا منبع وہی لوگ ہیں - والسلام

المشتہر

خاکسار میرزا محمود احمد از قادیان ۲۵ - جنوری ۱۹۱۵ء